اعادۂ صلاۃ بہ ترکِ واجب میں نو وارد مُفتَرِض کی اقتدار

از: مولانا مفتی رشید احمد فریدی

فرض نماز اس طرح ادار کی گئی کہ کوئی واجب سہواً ترک ہوگیا، اگر سجدۂ سہو کرلیا گیا تو نماز بالکل ادا ہوگئی، کوتاہی کی تلافی بھی ہوگئی اور ذمہ سبک دوش ہوگیا۔ سلامِ قطع سے پہلے حرمتِ صلاۃ جو تکبیر تحریمہ سے ثابت ہوئی تھی وہ باقی ہے؛ اس لیے اگر سجدۂ سہو کے بعد کوئی نو وارد شخص اقتدار کرنا چاہے تو کرسکتا ہے "وَأَجْمَعُوا عَلٰی أَنَّہٗ لَوْ عَادَ إِلٰی سُجُوْدِ السَّھْوِ ثُمَّ اقْتَدٰی بِہٖ رَجُلٌ یَصِحُّ اقْتِدَاءُہٗ بِہٖ". (بدائع ج۱ ص۱۴۷) اور اگر سجدۂ سہو نہیں کیا اور سلام پھیر دیا تو نماز کا اعادہ واجب ہے۔ اعادۂ نماز سے مقصود نقصان کی تلافی ہے، پس معادہ نماز سے جبر ہوگیا اور ذمہ بالکل فارغ ہوگیا۔

یہاں سوال یہ ہے کہ مکلّف کے ذمہ جو فرض الوقت تھا، اس فرض سے ذمہ سبک دوش ہوا؛ مگر صلاۃِ اولیٰ سے یا ثانیہ (اعادہ) سے؟ اگر اعادہ صلاۃ وقت گذرنے کے بعد کیا تب تو بالاتفاق ذمہ پہلی نماز سے ساقط ہوگیا ہے اور اس معادہ نماز کی حیثیت نافلہ کی ہوگی اور اگر اعادہ قبل ختم الوقت ہے، تب بھی جمہور فقہاء کے نزدیک ذمہ پہلی نماز سے ساقط ہوا؛ چونکہ رکن یا شرط فوت نہ ہونے کی وجہ سے پہلی نماز فرض ہی ادا ہوئی ہے؛ اس لیے سقوطِ فرض اعادہ پر موقوف نہیں رہا اور معادہ نماز فرض کے مقابلہ میں نفل کہلائے گی؛ اس لیے کہ تکرار فرض مشروع نہیں ہے۔

(۱) وَوَجَبَ عَلَیْہِ إِعَادَۃُ الصَّلَاۃِ بِجَبْرِ نَقْصِھَا فَتَکُوْنُ مُکَمِّلَۃً وَسَقَطَ الْفَرْضُ بِالْأُوْلٰی (مراقی)

(۲) وَالْمُخْتَارُ أَنَّ الْمُعَادَۃَ لِتَرْکِ وَاجِبٍ نَفْلٌ جَابِرٌ وَالْفَرْضُ سَقَطَ بِالْأُوْلٰی لِأَنَّ الْفَرْضَ لَایَتَکَرَّرُ (طحطاوی علی المراقی)

(۳) وَالْمُخْتَارُ أَنَّ الْفَرْضَ هُوَ الْأَوَّلُ وَالثَّانِي جَبْرٌ لِلْخَلَلِ الْوَاقِعِ فِيهِ (غنية المستملى شرح منية المصلى)

(۴) وَالْمُخْتَارُ أَنَّهَا جَابِرٌ لِلْأَوَّلِ لِأَنَّ الْفَرْضَ لَايَتَكَرَّرُ قَالَهُ الْمُصَنِّفُ وَغَيْرُهُ (الدار المنتقى فى هامش مجمع الانهر ص ۱۳۳)

(۵) وَلَا إِشْكَالَ فِي وُجُوبِ الْإِعَادَةِ إِذْ هُوَ الْحُكْمُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ أُدِّيَتْ بِكَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ وَيَكُونُ جَابِرًا لِلْأَوَّلِ لِأَنَّ الْفَرْضَ لَا يَتَكَرَّرُ (حاشيه الشلبى على تبيين الحقائق ص ۲۷۷ عن فتح القدير)

(۶) قَوْلُهُ "اَلْمُخْتَارُ أَنَّهُ" أَيِ الْفِعْلُ الثَّانِي جَابِرٌ لِلْأَوَّلِ بِمَنْزِلَةِ الْجَبْرِ بِسُجُودِ السَّهْوِ وَالْأَوَّلُ يَخْرُجُ بِهِ عَنِ الْعُهْدَةِ وَإِنْ كَانَ عَلٰى وَجْهِ الْكَرَاهَةِ عَلٰى الْأَصَحِّ. (ردالمحتار)

صلاۃ ثانیہ (معادہ نماز) کا صلاۃ اولیٰ کے لیے جابر اور مکمل ہونا نیز پہلی نماز سے فرض کا ساقط ہوجانا جمہور کے نزدیک گویا مسلّم ہے اور علامہ شامیؒ نے بھی اسی کو اصح قرار دیا ہے۔ پس نو وارد شخص کی شرکت اعادۂ صلاۃ میں جمہور کے مختار واصح قول کے مطابق درس نہیں ہے۔

(۱) چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے اولین مفتی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ نے یہی فتویٰ دیا۔ ملاحظہ ہو، سوال..... جواب: اس صورت میں اس کی نماز صحیح نہ ہوگی؛ کیونکہ اس صورت میں اس جماعت کے فرض اگرچہ ناقص رہے؛ مگر ادا ہوگئے، لہٰذا اب یہ دوسری نفل ہوگی اور مفترض کی اقتدا، متنفل کے پیچھے صحیح نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۳، ص ۲۴۶)

(۲) مفتی اعظم وصدر جمعیۃ العلماء ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں: جواب: اُن لوگوں کی نمازِ فرض ادا نہیں ہوئی جو اعادہ والی نماز میں آکر شریک ہوئے اور پہلے وہ شریک جماعت نہ تھے۔ (کفایت المفتی ج ۳، ص ۹۸)

(۳) اور فقیہ الامت مفتی اعظم ہند و دارالعلوم دیوبند حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہ نے بھی یہی فتویٰ لکھا ہے، ملاحظہ ہو: "حامداً ومصلیا ومسلما" اگر فرض ترک ہونے کی بنا پر اعادہ ہوا ہے تو اس میں شریک ہونا نئے آدمی کا درست ہے؛ کیونکہ پہلی نماز باطل ہوگئی اور اگر ترکِ واجب کی وجہ سے اعادہ ہوا ہے تو نئے آدمی کی شرکت درست نہیں؛ کیونکہ فرض پہلی نماز سے ادا ہوچکا ہے اور یہ صرف تکمیل ہے اَلْمُعَادَةُ لِتَرْكِ وَاجِبٍ نَفْلٌ وَالْفَرْضُ سَقَطَ بِالْأُولٰى

طحطاوی،ص ۱۳۴۔(فتاویٰ محمودیہ ص ۴۴۴، ج ۶ نسخہ پاکستان)

(۴) فقیہ النفس مفتی اعظم گجرات حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ تحریر فرماتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ جو نماز پہلے پڑھی تھی وہ بیکار نہیں گئی، وہ اس درجہ میں قائم رہی کہ فرض ساقط ہوگیا؛ کیونکہ اس نماز کے سارے ارکان ادا ہوگئے، صرف ایک واجب رہ گیا تھا اس کے فوت ہونے سے نماز میں جو کمی رہی ہے، اس کی تکمیل کے لیے اعادہ کا حکم ہے، یہ اعادہ کردہ نماز بہ منزلہٗ سجدۂ سہو ہے، جس طرح سجدۂ سہو سے کمی ونقص دور ہوتا ہے، اسی طرح نماز کے اعادہ سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہ (اعادہ کردہ) نماز اصل اور مستقل نماز نہیں ہے؛ لہٰذا جو شخص پہلی نماز یعنی جماعتِ اول میں شامل نہ ہو وہ اگر اس دوسری میں شریک ہوگا تو اس کا فرض رہ جائے گا، یعنی اس کی اصل نماز ادا نہ ہوگی۔ الخ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۹۸)

تحقیق وتجزیہ

نماز کے ارکان وشرائط پورے ہونے پر فرض پورا ہوجانا حدیث سے ثابت اور فقہاء کے نزدیک مسلّم ہے، اگرچہ اس میں کسی درجہ میں نقص بھی موجود ہو؛ چنانچہ سنن ابی داؤد میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ”کیف بکم اذا اتت علیکم امراء یصلون الصلوٰۃ بغیر میقاتھا قلت فما تأمرنی اذا ادرکنی دلک یا رسول اللّٰہ قال صل الصلوٰۃ لمیقاتھا واجعل صلاتک معھم سبحةً (باب اذا اخر الامام الصلوۃ عن الوقت ص:٦٢) ترجمہ: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے امراء مسلط ہوں گے، جو نماز کو اس کے (مستحب) وقت سے مؤخر کرکے پڑھیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں جب وہ زمانہ مجھے پالے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نماز کو اس کے (مستحب) وقت میں پڑھ لو اور امراء کے ساتھ اپنی نماز کو نفل بنالو۔

محشی ابوداؤد حضرت مولانا محمد حیات سنبھلیؒ مذکورہ حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: ”وفیه الصلوٰۃ التی یصلیھا مرتین تکون الاولی فریضة والثانیة نفلا وھذا الحدیث صریح فی ذلک وقد جاء التصریح فی غیر ھذا الحدیث ایضاً کما فی روایة لمسلم ”واجعلوا صلاتکم معھم نافلة“ وللعلماء فیه اربعة اقوال بینھا النووی فی شرحه لمسلم اصحھا ان الفرض ھی الاولیٰ للحدیث وبه قال ابو حنیفةؒ۔ یعنی نماز جو دو مرتبہ ادا کی گئی، تو پہلی نماز

فرض ہوگی اور دوسری نفل۔ یہ حدیث بالکل صریح ہے اس کے علاوہ دوسری حدیث میں بھی صراحت ہے جیسے مسلم شریف کی روایت میں ''واجعلوا صلاتکم معھم نافلۃ'' کا لفظ ہے، علماء کے اس میں چار اقوال ہیں جن کو امام نوویؒ نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے۔ اصح قول یہی ہے کہ فرض نماز پہلی ہی ہے اور امام ابوحنیفہؒ اسی کے قائل ہیں۔ (حاشیہ: ۱۸ ابوداؤد) اور بعض روایت میں وضاحت کے ساتھ یہ تقسیم وارد ہے کہ جو نماز بعد میں پڑھی گئی وہ نافلہ ہے اور جو پہلے ادا کی گئی وہ مکتوبہ ہے۔ (ابوداؤد)

(۱) خروج بصنعہ کے فرض نہ ہونے پر جس مشہور حدیث سے احناف استدلال کرتے ہیں اس میں مقدار تشہد قعدہ کر لینے پر فقد تمت صلاتك کا لفظ مصرح ہے، یعنی فرض کوئی باقی نہیں رہا پس سلام بھی واجب ہے فرض نہیں ہے۔

(۲) تعدیلِ ارکان جو کہ علامہ ابن ہمام کی ترجیح کے مطابق واجب ہے اگر ترک کر دیا تو احناف کے نزدیک فرض کا ادا ہو جانا متفق علیہ ہے اور حدیث ارجع فَصلِّ فانك لم تُصَلِّ کو نفی کمال پر محمول کرتے ہیں۔

(۳) فرض نماز میں قعدۂ اخیرہ کر کے سہواً کھڑا ہو گیا تو جمیع کتب فقہ میں یہ لفظ ''تم فرضہ'' منقول ہے، یعنی فرض مکمل ہو گیا، البتہ تاخیر سلام کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب ہے۔

(۴) امام اگر فاسق مُعلِن ہے، تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور واجبات میں سے کوئی بھی واجب ترک نہ ہوا ہو پھر بھی اعادہ واجب ہے، پس فرض ادا ہو جانے کے باوجود امام مبتدع کی وجہ سے ایسا نقص لاحق ہوا کہ اس کی تلافی کے لیے اعادہ کا حکم دیا گیا۔

(۵) اہل اصول نے تنہا فرض پڑھنے کو ادائے ناقص اور مسجد میں باجماعت پڑھنے کو ادائے کامل بتایا ہے، پس اگر مسجد کے پڑوسی نے گھر میں تنہا فرض پڑھ کر وہی نماز باجماعت مسجد میں پڑھی تو یہ نماز اس کی بالاتفاق نفل ہوگی، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے ایسے شخص کے لیے جماعت میں شرکت کو فجر وعصر اور مغرب میں ممنوع قرار دیا ہے۔

(۶) جو نماز کراہت تنزیہی کے ساتھ ادا کی گئی، اس کا اعادہ مستحب ہے اور اعادہ کی صورت میں لوٹائی ہوئی نماز بلاتردد نفل ہوگی کوئی بھی فقیہ اس اعادہ کی ہوئی نماز کے فرض ہونے کا قائل نہیں ہے؛ حالانکہ اعادہ کی وجہ سے نیت، مقدار قرأت اور جماعت کا حکم سب قبل الاعادہ نماز کی طرح ہے۔

مذکورہ مسائل میں غور فرمائیں کہ اعادہ خواہ واجب ہے یا مستحب محض جبر نقصان کے لیے

ہے نہ کہ از سرِ نو فرض ادا کرنے کے لیے، یہی وجہ ہے کہ سقوطِ ذمہ بالاتفاق اعادہ پر موقوف نہیں ہے اور جب فرض ادا ہوجانے کی صورت میں ذمہ سبک دوش ہوگیا تو اعادہ کی ہوئی نماز کی حیثیت نفل کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے؟ نیز سقوطِ فرض کے بعد لوٹائی ہوئی نماز کے نفل ہونے کو یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ فرض نماز میں فساد یعنی ترکِ رکن یا شرط کی وجہ سے جب فرضیت باطل ہوجاتی ہے، مثلاً قعدہ اخیرہ سہواً ترک کرکے کھڑا ہوگیا اور پھر رکعت زائدہ کو سجدہ کے ساتھ مقید کرلیا تو فرضیت باطل ہوگئی یا مثلاً صاحب ترتیب نے فائتہ کے یاد ہوتے ہوئے وقتیہ پانچ نمازیں ادا کرلیں اب اگر چھٹی سے پہلے فائتہ کی قضا کرتا ہے تو وقتیہ باطل ہوگئیں؛ مگر مشائخ فرماتے ہیں کہ صرف فرضیت باطل ہوئی نفلیت باقی ہے۔ معلوم ہوا کہ فرضیت کے ختم ہوجانے سے شیخینؒ کے نزدیک اصل صلاۃ کا بطلان نہیں ہوتا ''کما فی کتب الفقہ'' گویا نماز کی ادنیٰ حیثیت مطلق نفل سے عبارت ہے؛ لہٰذا فرض ادا ہوجانے کے بعد اعادہ کے ذریعہ وجود میں آنے والی نماز کی حیثیت نفل سے زائد نہیں ہے۔ مزید براں فرض کے نقصان کا تدارک اگرچہ وہ نقص ترک واجب کے علاوہ کسی اور طریق سے ہو نفل کے ذریعہ ہونا یوم آخرت میں حدیث پاک سے ثابت ہے۔ حاصل یہ کہ معادہ نماز نفل ہے اور نو وارد کی نماز فرض۔ فلا یصح اقتداء المفترض خلف المتنفل۔ یہ امر اوّل ہوا۔

البتہ اعادہ کا واجب ہونا، اعادہ بنیۃ فرض ہونا، اعادہ باجماعت مشروع ہونا، قرأت کا فقط دو رکعت میں ہونا یہ سب قرائن ہیں فرض ہونے کے جس پر لفظِ اعادہ دلالت کرتا ہے، غالباً اسی وجہ سے بعض فقہاء معادہ کے فرض ہونے کے قائل ہیں۔ اب اگر امر اوّل کے ساتھ اِس امر کا لحاظ کریں تو نتیجہ برآمد ہوگا کہ معادہ دو حیثیتوں کی جامع ہے اور یہی تطبیق کی اچھی شکل ہے کہ معادہ ظاہراً وصورتاً فرض ہے اور حقیقتاً ومعناً نفل ہے اور بطور تائید یہ نظیر ملاحظہ ہو کہ صلاۃ الطّواف حقیقتاً نفل ہے اسی وجہ سے بعد العصر والفجر اس کا ادا کرنا عندالاحناف ممنوع ہے اور اداءً واجب ہے کہ اس کا ترک جائز نہیں، وغیرہ۔ اِس صورت میں معادہ اگر کامل نفل نہیں ہے تو کامل فرض بھی نہیں ہے اور جو شخص صلاۃ اولیٰ میں شریک نہیں تھا اس کے ذمہ جو وقتیہ ہے وہ من کل الوجوہ یعنی صورۃً ومعناً فرض ہے پس اعادہ میں امام کا رتبہ نو وارد سے ادنیٰ ہوا؛ لہٰذا اس صورت میں بھی اقتداء صحیح نہیں ہے۔ یہ امر ثانی ہوا۔

اور اگر بقول بعض صلاۃ ثانیہ (معادہ) ہی کو فرض مانا جائے تو کئی اشکالات وارد ہوتے ہیں:

(۱) فرض اوّل کا بغیر ترک رکن شرط کے باطل ہونا لازم آئے گا اور یہ درست نہیں۔ اس کا حل یہ پیش کیا گیا کہ وہ فرض بعد الوقوع کے قائل ہیں۔ لان القائل بان الفرض هو الثانية اراد به بعد الوقوع والا لزم الحكم ببطلان الاولىٰ بترك ما ليس بركن ولا شرط (شامی)

(۲) صلاۃ ثانیہ کوفرض کہنے سے دوسرا اشکال یہ ہے کہ فرض اوّل سے گویا ذمہ ساقط نہیں ہوا؛ جبکہ نماز تمام ارکان وشرائط کے ساتھ ادا کی گئی تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ ذمہ تو فرض اوّل سے ہی ساقط ہوگیا ہے۔ ولا يلزم من كونها فرضاً عدم سقوط الفرض بالاولىٰ (شامی)

(۳) جب ذمہ فرض اوّل سے ساقط ہوگیا تو ثانیہ کوفرض قرار دینے سے الفرض لا يتكرر فی وقت واحد کے خلاف لازم آئے گا۔ علامہ شامی اس کا حل اور دونوں قولوں میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صلاۃ اولیٰ کوفرض ناقص اور ثانیہ کوفرض کامل کہا جائے اور اس کے نظائر پیش کیے ہیں۔

لیکن اس صورت میں بھی نو وارد کی شرکت صلاۃ معادہ میں کیسے درست ہوگی؟ کیونکہ جب ذمہ ساقط ہوگیا تو صلاۃ ثانیہ جس کی ادائیگی اگر چہ کامل ہے؛ مگر فرضیت کی شان باقی نہیں ہے ورنہ بغیر اعادہ یا بغیر قضا کے ذمہ سبک دوش نہ ہوتا اور علی سبیل التسلیم صلاۃ ثانیہ کی فرضیت میں نفلیت کی آمیزش ہے؛ جبکہ نو وارد کی وقتیہ نماز جو اس کے ذمہ ہے وہ قطعاً اور خالصاً فرض ہے، پس اقتدار کی صورت میں نو وارد کا تحریمہ اعلیٰ ہوگا اور امام کا تحریمہ ادنیٰ۔

شاید یہی وجہ ہے کہ علامہ شامی نے اعادۂ صلاۃ کے متعلق فرضیت کی بحث اور تطبیق پیش کی ہے؛ مگر صلاۃ معادہ میں نو وارد مفترض کی جوازِ اقتدار پر کوئی کلام نہیں کیا اور نہ کسی فقیہ سے صحتِ اقتدار کا قول نقل کیا ہے۔

البتہ کوئی شخص سجدۂ سہو کے بعد سلام انقطاع سے پہلے اقتدار کرے تو بالاتفاق صحیح ہے جیسا کہ فقہاء نے صراحتاً ذکر کیا ہے؛ کیونکہ امام کا تحریمہ فرض جو ابتداءً قائم ہوا تھا وہ ابھی ختم نہیں ہوا ہے؛ لہٰذا نو وارد کی شرکت امام کے تحریمۂ اوّل میں ہی پائی گئی۔ چنانچہ مفتی اعظم ہند و دارالعلوم دیوبند حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ لکھتے ہیں ”اعادہ جبر نقصان کی وجہ سے واجب ہے: لہٰذا ابتداءً فرض پڑھنے والے کو اس کا اقتدار کرنا صحیح نہیں“ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۴۴۴)

خلاصہ یہ کہ جو فرض نماز ارکا و شرائط کے ساتھ ادا کی گئی اگر چہ نماز میں داخل یا خارج سے نقص لاحق ہونے پر جبر نقصان کے لیے سجدۂ سہو یا اعادہ کا حکم دیا گیا ہے، اس فرض سے ذمہ کا

سبک دوش ہوجانا بالکل مسلّم اور یقینی ہے، پس اعادہ کی جانے والی نماز وہ فرض نہیں ہے جس سے ذمہ مشغول ہو، لہٰذا نو وارد کی اقتدا، معادہ نماز میں صحیح نہیں ہے، اگر اقتدا، کی تو فریضہ ساقط نہیں ہوگا اور از سر نو فرض ادا کرنا ہوگا۔

اتماماً للفائدہ عرض ہے کہ اعادۂ صلوٰۃ میں مسبوق کی شرکت کی چند صورتیں ہیں: حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے فتاویٰ کے حوالہ سے یہاں پیش کرتا ہوں۔ جس فرض نماز میں امام سے سہواً واجب ترک ہوگیا اور سجدۂ سہو نہیں کیا، ایسی نماز میں اگر کوئی مسبوق ہو تو:

(۱) اگر مسبوق نے پہلے اپنی بقیہ نماز بغیر سجدۂ سہو کے پوری کی پھر امام کے ساتھ معادہ نماز میں شریک ہوا تو اس کی نماز بالکل صحیح ہوگئی۔

(۲) اور اگر مسبوق نے اپنی نماز پوری کی اور سجدۂ سہو بھی کیا (حالانکہ جب امام نے نہیں کیا تو مسبوق کو بھی وہ سجدۂ سہو نہیں کرنا چاہیے تھا، رشید) پھر معادہ نماز میں شریک ہوگیا، تو نماز صحیح ہوگئی مع الکراہۃ۔

(۳) اور اگر مسبوق نے اپنی نماز توڑ کر معادہ نماز میں شرکت کی ہے تو جمہور کے نزدیک یہ درست نہیں ہے (اسے پھر اپنی فرض نماز دہرانی ہوگی)۔

(۴) اور اگر امام کی پہلی نماز فاسد ہوگئی تھی اس لیے اعادہ کیا جارہا ہے تو اس میں نو وارد کی شرکت بھی درست اور مسبوق کا اپنی نماز توڑ کر شریک ہونا بھی درست سب کی نماز صحیح ہوگئی۔ (فتویٰ محمودیہ، ج ۶ ص ۴۴۳ نسخہ پاکستانی)

❁ ❁ ❁

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد:

ایک علمی تحریر جناب مولانا عرفان صاحب زید مجدہم امام مسجد عمر خاں مظفر نگر کی جس کا عنوان ہے ''تکرر واجب کی بناء پر معادہ نماز میں نو وارد کی شرکت'' فقہی عبارتوں اور لغوی حقائق اور منطقی طرز کلام اور استدلال پر مشتمل ہے۔ یہ مضمون حضرت مولانا نور الحسن راد کاندھلوی دامت برکاتہم نے شعبان ۱۴۳۲ھ میں ناچیز کو عنایت فرمایا کہ تمہیں اس پر کچھ لکھنا ہے۔ بندہ نے ایک نظر ڈال کر دیگر مصروفیات کی وجہ سے گوشۂ خمول میں رکھ دیا اور اب طویل وقفہ کے بعد اس پر کچھ لکھنے کی توفیق میسر آئی وللہ الحمد۔

صاحب تحریر کا مدعا جس کو انھوں نے مسئلہ کے تحت ذکر کیا ہے یہ ہے ''اگر امام صاحب نے

ترک واجب کی وجہ سے نماز کا اعادہ کیا تو جو شخص پہلی جماعت میں شامل نہیں تھا دوسری جماعت میں شامل ہونے سے اس نئے شخص کی نماز صحیح ہوجائے گی یہ دوسری نماز فرض ہی واقع ہوگی“ پھر موصوف نے کئی صفحات میں صلاۃ ثانیہ (معادہ) کے فرض ہونے پر مختلف نظائر سے استدلال کیا ہے؛ مگر فقہائے عظام کی صریح عبارتوں اور فحوائے کلام کو ملحوظ رکھ کر جب تحریر پر گہری نظر ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ معادہ کے فرض ہونے کو تسلیم کر لینے کے باوجود موصوف نے نو وارد کی صحتِ اقتدار کا جو حکم لگایا ہے، تحریر اس کو ثابت کرنے سے قاصر ہے؛ البتہ صاحب تحریر نے تعریف وتوصیف سے بلند ہوکر حقیقت پسندانہ رائے طلب فرمائی ہے، اس لیے اولاً مسئلہ کی صحیح صورتِ حال بالتفصیل پیش کی گئی اور ثانیاً یہ چند سطور بطور خلاصہ آں موصوف کی توجہ مبذول کرنے کے لیے سپرد قلم کیے جارہے ہیں۔

(۱) آں محترم نے پوری تحریر میں صلاۃ ثانیہ (معادہ) کے فرض ہونے کی حیثیت کو متعدد طریقوں سے ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے، چنانچہ لفظ ”وجوب اعادہ“ کے لغوی معنی اور حقیقت سے استدلال کیا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ اعادہ کے وجوب وعدم وجوب ہی کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں تین اقوال ہیں: (۱)) اعادہ قبل مضٰی الوقت واجب ہے اور بعد الوقت مستحب ہے۔ (۲) قبل الوقت و بعدہ دونوں صورت میں مستحب ہے۔ (۳) دونوں وقت میں اعادہ واجب ہے اور راجح قول یہی ہے کہ اعادہ مطلقاً واجب ہے۔

(۲) اعادہ واجب ہونے کی صورت میں دوسرا اختلاف صلاۃ ثانیہ (معادہ) کی حیثیت میں ہے؛ چنانچہ (الف) جمہور فقہاء کے نزدیک نفل ہے؛ کیونکہ صلاۃ اولیٰ (میں شرائط وارکان مکمل ہونے کی وجہ) سے فرض ادا ہوکر ذمہ سبک دوش ہو چکا ہے؛ بلکہ علامہ کبیری نے الفرض و الاوّل کہہ کر معادہ کو حتماً نفل قرار دیا ہے۔ علامہ شامی جمہور کے ساتھ ہیں، وہ لکھتے ہیں: سقط الفرض بالاولی وان کان مع الکراھۃ اس کے بالمقابل (ب) فقیہ ابوالیسر وغیرہ کہتے ہیں الفرض ھو الثانی کہ ثانیہ ہی فرض ہے اور صلاۃ اولیٰ کی فرضیت باطل ہوکر نفل رہ جائے گی۔ علامہ شامی نے مذکورہ دونوں اقوال میں یوں تطبیق پیش کی ہے کہ صلاۃ اولیٰ کو فرض ناقص اور ثانیہ (معادہ) کو فرض کامل کہا جائے تاکہ اختلاف حتی الامکان رفع ہوجائے اور اس کے کچھ نظائر پیش کیے ہیں۔ دونوں قولوں میں تطبیق یہ شامی کی خصوصیت ہے اور مولانا عرفان صاحب زید مجدہٗ نے اسی تطبیق کو مقصود بنا کر نظائر سے استدلال کیا اور اس کے خلاف کی توجیہ فرمائی ہے۔

(۳) علامہ ابن ہمام کے کلام سے اس مسئلہ میں جمہور کے قول کی ترجیح ثابت ہوتی ہے، یعنی فرض ذمہ سے صلاۃ اولیٰ کے ذریعہ ساقط ہوگیا؛ لہٰذا صلاۃ ثانیہ کا نفل ہونا راجح ہے؛ چنانچہ مفتی اعظم ہند حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نے بھی اپنے فتاویٰ میں یہ لکھا ہے؛ مگر علامہ ابن ہمام کے کلام کے متعلق مولانا موصوف یوں لکھ رہے ہیں کہ ''شیخ ابن ہمام نے ثانی کے نفل ہونے کی طرف اشارہ تک بھی نہیں کیا ہے؛ بلکہ طرز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کا میلان ثانی کے فرض ہونے کی طرف ہے''۔ حالانکہ ابن ہمام بھی اس مسئلہ میں جمہور کے ساتھ ہیں۔

(۴) علامہ شامی کی تطبیق جس میں صلاۃ اولیٰ کو فرض ناقص اور ثانیہ (معادہ) کو فرض کامل کہا گیا ہے اس پر مولانا موصوف محض لفظی مناسبت کی وجہ سے صلاۃ جنازہ بغیر ولی اور مع الولی کی نظیر سے استدلال کرکے معادہ کی حیثیت فرض کو متعین کررہے ہیں؛ حالانکہ نماز جنازہ دونوں مرتبہ میں اپنی جگہ کامل ہے، دونوں مرتبہ کے مصلی بھی الگ ہیں۔ پہلی مرتبہ کی نماز کو ثانی کے مقابلہ میں ناقص کہنا محض اعتباری ہے اور دوسری مرتبہ والی نماز کو اعادہ کہنا بھی محض ولی کے اعتبار سے ہے ورنہ پہلی مرتبہ کی نماز پڑھنے والوں کے لیے نہ اعادہ ہے اور نہ ان کی نماز میں کوئی نقص ہے۔ ان کا ذمہ فرض سے ساقط ہوچکا ہے۔ فان صلی غیرہ ای غیر من لہ حق التقدم اعادھا ان شاء ولا یعید معہ من صلی مع غیرہ (مراقی الفلاح، فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳، ص ۱۴۵) بغیر ولی کے نماز اگر ناقص ہوتی تو ایک سے زیادہ مرتبہ بغیر ولی کے نماز جنازہ کی گنجائش نہ ہوتی۔ پس معادہ کو صلاۃ جنازہ مع الولی پر قیاس کرکے حتماً فرض قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

(۵) صلاۃ ثانیہ (معادہ) کی فرضیت کو موصوف اپنے خیال میں متعین کرنے کے بعد ایک قدم آگے بڑھ کر صلاۃ اولیٰ کی فرضیت کے بطلان اور نفل میں تبدیل ہوجانے کو ایک نظیر سے ثابت کرنا چاہتے ہیں، وہ یہ کہ من علیہ الجمعہ نے اگر تنہا ظہر کی نماز ادا کی پھر جمعہ میں شریک ہوا، تو اس کی ظہر باطل ہوکر نفل ہوجائے گی اور صلاۃ الجمعہ جو بہ منزل اعادہ کے ہے اس سے فرض ادا ہوکر بری الذمہ ہوگا۔ یہ استدلال بھی صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ سعی الی الجمعہ کی وجہ سے ظہر کا بطلان اس لیے ہے کہ مقیم فی المصر جمعہ کے دن ظہر کے وقت نمازِ جمعہ کے ذریعہ اسقاط فرض کا مکلّف کیا گیا ہے گویا جمعہ کے دن یہی نماز اس کے ذمہ فرض ہے، پس جب اس نے تنہا ظہر پڑھی تو اس نے فریضہ وقت ادا نہیں کیا اس کا تقاضہ تو یہ تھا کہ یہ فرض بالکل باطل ہوتا؛ مگر چونکہ فی نفسہٖ ہر مکلّف پر ظہر کی نماز فرض ہے، اس اعتبار سے اس نے اپنی نماز ادا کی پس بطلان کا حکم موقوف ہوا سعی الی

الجمعہ پر: جبکہ مسئلہ مبحوث عنہا میں مکلّف نے امام کے ساتھ جو فرض ادا کیا وہ سب اسی کے مکلّف تھے بس، لہٰذا ترک واجب سہواً کی وجہ سے نہ فرض کے خلاف ہوا اور نہ وجوب اعادہ کے حکم سے صلاۃ اولیٰ کی شان فرض کا بطلان لازم آتا ہے۔

(۶) موصوف اپنے زعم میں معادہ کے فرض ہونے اور صلاۃ اولیٰ کے نفل ہو جانے کو جس طرح بھی ہو ثابت کر چکے تو جمہور جو سقوط فرض بالا ولیٰ کے قائل ہیں اور شارح منیۃ المصلی علامہ حلبی نے المختار ان الفرض هو الاول کی صراحت فرمائی ہے، یعنی پہلی نماز ہی فرض ہے (پس دوسری نماز لامحالہ نفل جابر ہے) یہ بات موصوف کے مفروضہ مدعا کے خلاف ہے اس لیے توجیہ کر کے اپنے مدعا سے قریب کر رہے ہیں، ملاحظہ ہو: ”مگر اس سے شامی کی تطبیق پر کوئی فرق نہیں پڑتا نتیجتاً حسب تطبیق علامہ شامی سقوط الفرض بالاولى والثانی جابر کے معنی یہ ہوں گے کہ سقوط فرض اعادہ پر موقوف نہیں ہے“ لیجیے اتنی پیہم سعی کے بعد جو حاصل نکلا وہ جمہور کے موافق ہے؛ کیونکہ وہ یہی تو کہتے ہیں کہ صلاۃ اولیٰ سے فرض ادا ہو چکا، اگرچہ کچھ کراہت کے ساتھ اور ذمہ بھی ساقط ہو گیا اور جب سقوط فرض اعادہ پر موقوف نہیں ہے تو پھر نفل کی حیثیت کے بغیر معادہ کا محض فرض ہونا ثابت نہیں ہوا؛ لہٰذا معادہ نماز میں جس کا فرض ہونا غیر متیقن ہے نو وارد کی اقتدا کیسے درست ہوگی۔

(۷) معادہ نماز میں نو وارد کی صحت اقتدا کو ثابت کرنے کے لیے علامہ حلبی کے کلام کی توجیہ کرنے کے بعد صاحب مضمون شامی کی اس عبارت سے استدلال کرتے ہیں جس میں معادہ کو بہ منزلہ السجود للسہو کہا گیا ہے اور سجدۂ سہو کے بعد قعدہ میں اقتدا، بالاتفاق درست ہے۔ پوری تحریر میں یہی ایک مقام ہے جو قابل غور ہے، سو اس کے متعلق عرض ہے کہ معادہ کو بہ منزلہ السجود للسہو کہنے کا منشا محض جبر نقصان کو بتلانا ہے، یعنی دونوں جابر ہیں، نہ کہ فرضیت کو بتلانا؛ لیکن اگر امام کے سجدۂ سہو کے بعد سجدہ اور قعدہ جو کہ فرض ہی کہلاتا ہے، اس لیے معادہ کا فرض ہونا تسلیم کر لیں تو پھر صلاۃ اولیٰ جو کہ بہ منزلہ ارکان وفرائض قبل سجدۂ سہو کے ہے اس کا فرض رہنا حتمی طور پر معلوم ہوتا ہے نفل میں مبدل ہو جانا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ سجدۂ سہو کے بعد اقتدا کے صحیح ہونے کی بنیاد کے فرض ہونے کو ثابت کرنے کے باوجود اقتدا صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ فرض اوّل کا تحریمہ منقطع ہو چکا ہے، یہی وجہ ہے کہ سجدۂ سہو کے بعد اقتدا کو فقہاء نے بیان کیا ہے اور معادہ میں نو وارد کی اقتدا کو بیان نہیں کیا۔ فافہم وتدبر

(۸) موصوف نے علامہ شامی کی تطبیق کو مقصود بنا کر جو بوساط تحقیق پھیلائی ہے اس میں یہ بات بھی نظر رہتی کہ صلاۃ ثانیہ (معادہ) کے فرض ہونے کا حکم بعد الوقوع ہے، جیسا کہ شامی نے لکھا ہے پس اعادہ واجب ہونے اور فرض اوّل سے ذمہ سبک دوش ہو جانے کے ساتھ معادہ کا فرض ہونا بھی قبل الوقوع نہیں ہے تو پھر نو وارد مفترض کی اقتدا کو اعادۂ صلاۃ میں کیسے صحیح کہہ سکتے ہیں؛ جبکہ ابھی معادہ فرض قرار نہیں پایا ہے؟

(۹) موصوف کی تحقیق کا اہم و خاص محور جس سے انھوں نے معادہ کے نفل ہونے کے بجائے فرض ہونے کو ثابت کرکے اس پر اقتداء المفترض لامام فی اعادۃ الصلاۃ کی درستگی کا فیصلہ کیا ہے اس میں لفظ ''اعادہ'' سے بھی ایک استدلال کیا گیا ہے، جو قابل اشکال ہے؛ کیونکہ جو نماز کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہو فقہاء علی حسب المراتب اس کے اعادہ کا حکم دیتے ہیں، جیسے بعض صورتوں میں اعادہ مستحب ہے، پس اگر کوئی شخص ایسی نماز کا اعادہ کرے تو کیا اس وقت بھی معادہ کو فرض کہیں گے کہ لفظ اعادہ یہاں بھی ہے؛ جبکہ بالاتفاق صلاۃ اولیٰ سے فرض ساقط ہو چکا ہے۔

(۱۰) مذکورہ تبصرہ اور جائزہ کے ساتھ یہ بات بھی بطور خاص ذہن نشین کیجیے کہ پورے مقالہ میں ایک ایسی عبارت بھی متقدمین یا متأخرین فقہاء میں سے کسی سے پیش نہ کی جس میں متفرق کی اقتدا معادہ نماز میں بطور استشہاد مذکور ہو۔ اور بعض قرائن وعلامات سے معادہ کا فرض ہونا ظاہر ہوتا ہے جس پر بعض اہل علم نے صحت اقتدا کو متفرع کیا ہے، تو دوسرے قرائن ایسے ہیں جن سے معادہ کا نفل ہونا واضح ہوتا ہے اور صریح حدیث کے مطابق ہے کما قال الجمھور۔ اس لیے نو وارد کی معادہ نماز میں اقتدا صحیح نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ دلائل کے اعتبار سے جمہور کا مسلک ہی قوی ہے اور اسی کو مختار، اصح اور راجح قرار دیا گیا ہے اور وہی امت میں معمول بہ اور اہل علم کے نزدیک مفتی بہ ہے اور صحت اقتدا کا قول ضعیف اور غیر مفتی بہ ہے۔

هذا ما وضح لی وتبین فی هذه المسئلة لتقریر قول الجمهور والله اعلم. وعلمه اتم واحکم ولله الحمد اوّلاً وآخرًا والصلاة والسلام علی نبینا محمد ابدا ابدا.

❁ ❁ ❁